Fikr-o-Nasar (Islamabad) 12:2 (1974)

قرآن پاک کا جغرافیائی مطالعہ

ملک محمد فیروز فاروقی

مفسرین اور قرآنی علوم پر لکھنے والے مصنفین نے قرآن پاک کا کئی پہلوؤں سے مطالعہ کیا ہے۔ اور ان پر بہت عمدہ کتابیں موجود ہیں۔ لیکن قرآن کے جغرافیائی مطالعہ کی طرف اب تک کوئی قابل ذکر توجہ نہیں دی گئی۔ قرآن پاک کے جغرافیائی مطالعے کے مقاصد، حدود، طریقہ کار اور نفس مضمون پر روشنی ڈالنے سے قبل یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد کیا ہے۔

اس مطالعہ سے مراد قرآنی دعوت انقلاب سے متعلق مقامات کا جغرافیائی تعین، ماحولیات کا تجزیہ، دعوت انقلاب کی تاریخ کی جغرافیائی تعبیر، اور اس تاریخ پر جغرافیائی عوامل کی اثر اندازی کو مکان اور زمان کے حوالے سے بیان کرنا ہے۔

اس مطالعہ کا مقصد تفہیم قرآن کے لئے زیادہ سے زیادہ علمی مواد مہیا کرنا اور قرآن پاک پر زیادہ سے زیادہ تحقیق اور تفسیر کے نتائج سے قرآنی اسرار و رموز کی واقعاتی تعبیر کو سمجھنا ہے۔ اس مطالعہ کی دعوت خود قرآن نے بہت سے مقامات پر دی ہے مثلاً و اختلاف اللیل و النہار وما انزل اللہ من السماء من رزق فاحیا بہ الارض بعد موتہا و تصریف الریاح آیات لقوم یعقلون (دن اور رات کے متبادل طور پر آنے جانے، بارش کے پانی کے ذریعے بنجر اور ناکارہ زمین کے قابل زراعت ہونے اور ہواؤں کی حرکت اور تبدیلی میں، اہل عقل کے لئے بہت سے دلائل اور واضح نشانات موجود ہیں)(۱) قرآن پاک بنیادی

(۱) القرآن، جاثیہ : ۵

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

طور پر اسلامی انقلاب کی دعوت کی کتاب ہے جو انسان اور اس کی زندگی سے بحث کرتی ہے اور واضح کرتی ہے کہ انسان اس کائنات کے نظام میں کیا مقام رکھتا ہے اور اس کی زندگی کے مقاصد کیا ہیں اور وہ کون سے طریقے ہیں جن کے ذریعے یہ دنیا میں کامیاب زندگی گزار کر آخرت کی نعمتوں کا وارث بن سکتا ہے۔

مفسرین اور ماہرین علوم قرآنی نے قرآن پر سینکڑوں کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن کسی نے بھی قرآن کے جغرافیائی مطالعے کی طرف کما حقہ توجہ نہیں دی۔ بیسویں صدی عیسوی میں سید سلیمان ندوی اور محمد حفظ الرحمان سیوہاروی نے ارض القرآن اور قصص القرآن پر قابل قدر کام کیا ہے (۱)۔ لیکن اسے قرآن کا جغرافیائی مطالعہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ابوالکلام آزاد نے بھی اپنی تفسیر ترجمان القرآن میں بعض مقامات پر جغرافیائی توضیح کی کچھ مفید معلومات بہم پہنچائی ہیں (۲)۔ ان کے علاوہ بعض مصنفین نے جو قرآنی علوم کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ میں بھی دستگاہ رکھتے ہیں، اس ضمن میں کچھ نہ کچھ لکھا ہے۔ لیکن ان سب نے قرآنی مطالعہ کے اس پہلو کو ایک موضوع کی حیثیت سے اپنے سامنے نہیں رکھا بلکہ جو کچھ لکھا ہے اس کی حیثیت محض ضمنی سی ہے۔ البتہ ابوالکلام آزاد نے واقعہ اصحاب کہف، سرگذشت ذوالقرنین اور بعض دیگر عنوانات پر تحقیق کی داد دی ہے۔ ان کی تحقیق فی الواقع قابل داد اور لائق مطالعہ ہے۔

جن آسمانی کتابوں کو بھیجا ہی اس لئے گیا تھا کہ وہ ایک خاص علاقے کے لوگوں کے لئے ایک خاص وقت تک ہدایت کا کام دیں اور جن کو مسیحی و یہودی احبار و رہبان نے اپنی خواہشات کا تختہ مشق بنا کر کچھ

---

(۱) سید سلیمان ندوی، ارض القرآن (ندوۃ المصنفین) مطبع شاہی لکھنؤ (۱۹۱۰ء) محمد حفظ الرحمان سیوہاروی، قصص القرآن (ندوۃ المصنفین) دہلی (۱۹۵۸ء)

(۲) ابو الکلام آزاد، ترجمان القرآن، مکتبہ مصطفائی، کشمیری بازار لاہور

سے تکمیل بنا ڈالا ہے ۔ ان پر آج مغرب کے اہل علم تحقیق کی داد دے رہے ہیں ۔ یہودی دائرۃ المعارف میں یہودی ریسرچ اسکالروں نے یہودیت اور توریت کے جغرافیائی مطالعہ پر جو مواد جمع کیا ہے(۱) اس کا عشر عشیر بھی مسلمانوں نے قرآن کے جغرافیائی مطالعہ پر جمع نہیں کیا ہے ۔ جغرافیہ بائبل پر مستقل کتب موجود ہیں(۲) ۔ ڈاکٹر ولیم اسمتھ نے بائبل کی ایک ڈکشنری تیار کی ہے جس میں بائیوگرافی اور جیوگرافی کے مستقل عنوانات کے تحت معلومات کو یکجا کر دیا ہے(۳) ۔ مسیحی اور یہودی علماء نے اپنی تاریخ کی جغرافیائی تعبیر کے لئے نقشہ سازی کی جدید ترین تکنیک استعمال کی ہے جس کے مقابلے میں ہم ان نقشوں کا ذکر بھی نہیں کر سکتے جو ہمارے ہاں بعض تفسیروں میں ملتے ہیں اور جن پر عام طور سے نقشہ کے پیمانے اور سمت وغیرہ کا ذکر تک نہیں ہوتا ۔

مسلمان علماء کی اس عدم توجہی کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مغربی مستشرقین نے اپنی مرضی سے قرآنی حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے ۔ نولڈیکی نے عمالقہ اور عاد(۴) کی تحقیق میں ایک رسالہ لکھ کر بزعم خود یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ غیر تاریخی قومیں ہیں(۵) ۔ اسی طرح مغربی مصنفین نے اصحاب کہف، سرگذشت ذوالقرنین، اہل سباء حکومت داؤد و سلیمان، قوم عاد و ثمود اور بنی اسرائیل کے ضمن میں بھی حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے ۔ مزید مثالوں کے لئے ریورنڈ فارسٹر کی کتاب ''عرب کا تاریخی جغرافیہ'' دیکھئے جس میں اس نے اپنی جہالت کے عجیب و غریب نمونے پیش کئے ہیں ۔ اسی طرح اے ولکن، اور روبرٹس اسمتھ نے بھی عجیب و غریب انداز

---

(۱) The Jewish Encyclopaedia, (New York-London), Funk and Magnalls company (1901)

(۲) پادری سوئٹا خان، جغرافیہ بائبل (پنجاب ریلجس بک سوسائٹی) انارکلی لاہور (۱۹۹۳ء)

(۳) ڈاکٹر ولیم اسمتھ، ڈکشنری آف بائبل

(۴) سید سلیمان ندوی، ارض القرآن (ندوۃ المصنفین) مطبع شاہی لکھنؤ (۱۹۱۵ء) ج ۱/ ص ۳۴

(۵) ایضاً ۔

میں اپنے تعصب اور تنگ نظری کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہمارے علماء نے چونکہ اس موضوع میں زیادہ دلچسپی نہیں لی اس لئے ان متعصب مغربی مصنفین کی تحقیقات کے بعض غلط نتائج کو بھی صحیح سمجھ کر من و عن تسلیم کر لیا گیا ہے۔ سید سلیمان ندوی نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے۔

"نہایت عجیب بات ہے کہ تیرہ سو سال میں ایک کتاب بھی مخصوص اس فن پر نہیں لکھی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف خود مسلمانوں کو ان حالات سے ناواقفیت رہی اور دوسری طرف غیروں کو الهین الساله کہنے کی جرأت ہوئی۔ تورات میں ہزاروں اشخاص، اقوام، بلاد اور مقامات کے نام ہیں جو زمانہ کے تطاول، زبانوں کے ادل بدل سے مجہول اور ناپید ہوچکے ہیں۔ لیکن علمائے نصاریٰ کی ہمت سزاوار آفرین ہے کہ وہ ارض تورات اور انسائیکلو پیڈیا آف بائبل کے ذریعہ سے تین ہزار برس کے مردہ نام لبنیٰ مسیحائی سے زندہ کررہے ہیں،،(۱)۔

اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے اس سوال کا جواب کہ مغربی مصنفین نے ان علمی تحقیقات کی تحریک اور علم جغرافیہ کے بنیادی تصورات کہاں سے لئے۔ تاریخ نے اب ثابت کردیا ہے اور صحیح الفکر اہل مغرب نے اسے تسلیم کرلیا ہے کہ یورپ نے علمی تحقیقات کی تحریک اسپین کی اسلامی حکومت اور مسلمانوں کی علمی ترقی سے حاصل کی تھی۔ اگر مسلمان علماء اور ریسرچ اسکالرز اسپین کے راستہ سے علم و عرفان کی روشنی کو یورپ تک نہ پہنچاتے تو یورپ جہالت کی ان اتھاہ گہرائیوں سے مزید کئی سو سال تک نہ نکل سکتا جن میں وہ صدیوں سے غرق تھا۔ مردوں کی کھوپڑیوں میں شراب پینے والے، برطانیہ کے دریائے ٹیمز کے کنارے انسانی گوشت کی تجارت کرنے والے، تعلیم کو ذہن کی بدعنوانی، ضعف اور پستی کا ذمہ دار قرار دینے والے، کتابوں

---

(۱) سید سلیمان ندوی، ارض القرآن (ندوۃ المصنفین) مطبع شاہی لکھنو (۱۹۱۵ء) ج ۱/ص ۴۔

کو جلانے والے اور ہاتھ سے دھوئے اوراق نے کو کتاہ عظیم کہنے والے جاہل اہل یورپ کبھی اس جہالت اور ذہنی پستی سے نجات حاصل نہ کرسکتے اگر اسلامی تہذیب و تمدن کی روشنی وہاں نہ پہنچتی(۱)۔

دنیائے اسلام میں نامور جغرافیہ دان موجود ھیں مگر میرے علم کے مطابق ان میں سے کسی نے بھی قرآن پاک کے جغرافیائی مطالعے کی طرف توجہ نہیں دی۔ نتیجہ یہ ہے کہ بڑی بڑی لائبریریاں ایسے مواد سے یکسر خالی ھیں یا پھر ان میں بہت کم مواد دستیاب ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ غلط فہمی ہے کہ قرآن کا بھلا ان بحثوں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ قرآن نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت، روزے کی شرائط و احکام، حج کی غرض و غایت اور اسی قسم کے دوسرے موضوعات پر گفتگو کرتا ہے۔ لیکن ایسا سوچنا قرآن کے بارے میں ایک بڑی غلطی ہے۔ قرآن ھمیں عبادات و احکامات کی تعلیم کے ساتھ ساتھ کائنات کے مطالعہ اور تحقیق اور ریسرچ کی دعوت بھی دیتا ہے۔ قرآن کائنات کی تخلیق کے تدریجی مراحل عمل تخلیق کے کیمیاوی و طبعی پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔ انسان اور ماحول کے مابین ایک گہرے تفاعلی تعلق کی نشاندھی کرتا ہے۔ انسانی ماحول کے عوامل (مثلاً آب و ھوا، طبعی حالات، اور ذرائع و وسائل وغیرہ) کو بیان کرتا ہے اور ان کی خطی اور علاقائی تقسیم کے اساسیات کی وضاحت کرتا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر بیسیوں مباحث اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

آئیے ھم اس مرحلہ پر قرآن پاک کے جغرافیائی مطالعہ کا ایک خاکہ

---

(۱) رابرٹ بریفالٹ، تشکیل انسانیت، (مجلس ترقی ادب) کلب روڈ لاہور، ۱۵۱ - ۱۶۹، ۲۳۶ - ۲۸۳ -

(اہل یورپ کی یہ جہالت، علم دشمنی اور شقاوت قلبی اب بھی موجود ہے۔ مگر ہم ھیں کہ ان کی تہذیب کی ظاہری چمک دیکھ کر اپنا سب کچھ لٹا چکے ھیں۔ اور مغرب کو علم و تحقیق کا بلا شرکت غیرے امام قرار دئیے جا رہے ھیں۔ ڈارون، میکڈوگل، فرائڈ، ایڈلر، میکاولی، (جھوٹ کا مسلمہ امام) ھیگل اور اینجلز کے خیالات کا مطالعہ کیجئے آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ مغربی طرز فکر نے انسان، انسان کی زندگی اور اس کے مقاصد اور طریقہ کار پر کیسے غیر انسانی خیالات کا اظہار کیا ہے؟ نیچر ازم، ھیپی ازم، بے قید لبرلزم، لواطت کا قانونی جواز، نیوڈازم، فاشزم، نازی ازم، نیشنلزم اور کئی ایسے انسانیت کش ازم، یورپ کی جاہلیت جدیدہ کے چند ایک مظاہر ھیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے اسپنگلر کی "زوال مغرب"۔

ترتیب کریں تاکہ ہم اس کے حدود اور نفس مضمون کا تعین کر سکیں۔

(۱) تاریخی جغرافیہ

انبیائے گذشتہ اور ان کی اقوام و ملل کے حالات کو مکان اور زمان کے حوالے سے بیان کرنا اور جدید ترین نقشہ سازی کی تکنیک کے مطابق جغرافیائی تاریخ کی زمانی ترتیب کو ماحولیاتی پس منظر کے ساتھ پیش کرنا۔

(۲) طبعی جغرافیہ

زمین، اس کے طبعی اشکال، آسمان، سیاروں کی تخلیق اور طبعی ترکیب، کرۂ ہوا اور کرۂ آب کی ترکیب، بناوٹ اور ان کے اندرونی عمل کا تجزیہ۔

(۳) ماحولیاتی جغرافیہ

ا۔ انسان :۔ انسان کی تخلیق و پیدائش اور اس کی ذات کی نشو و نما پر قرآن اور علم جغرافیہ کے مشترک موضوع بحث کی حیثیت سے تحقیق۔

ب۔ ماحول :۔ طبعی اور غیر طبعی ماحول کا تجزیاتی مطالعہ۔

ج۔ انسان اور ماحول :۔ باھمی ربط و تعلق کی وضاحت۔

د۔ نظریہ جبریت :۔ اس کا جدید فکری رجحانات کی روشنی میں جائزہ۔

(۴) ترقیاتی و اقتصادی جغرافیہ

اللہ نے انسانی ترقی اور اقتصادی بہبود کے لئے جن وسائل کو انسان کے اختیار میں دیا ہے ان کی افادیت اور منصوبہ بندی کی بحث۔

ا۔ معدنیاتی وسائل اور صنعت :۔

ب۔ زمینی اور آبی وسائل اور زراعت :۔

ج۔ غیر طبعی وسائل اور انسان کی تہذیبی و ثقافتی نشو و نما پر

(۵) جغرافیائی مطالعه اور اسلامی عقیده ایمان و توحید کا باهمی ربط

کائنات کا جغرافیائی مطالعه اسلامی عقیده ایمان و توحید پر ایک آفاقی دلیل کی حیثیت رکھتا هے۔ لهذا اسے اسلام کی عالمگیر مثبت تبلیغ کے لئے ایک موثر ذریعه بنایا جا سکتا هے۔

(۶) علم جغرافیه اور اس کی قرآنی منهاجیات :-

ایک تعارفی اور تقابلی مطالعه۔

دو واضع آیات۔

مندرجه بالا اجمالی نقشه سے قرآن پاک کے جغرافیائی مطالعه کی وسعت کا بخوبی اندازه هو جاتا هے۔ اور اس کی حدود بهی متعین هو کر سامنے آجاتی هیں ۔ اور قرآن پاک کی اس عالمگیر صداقت کا پته بهی ملتا هے جس کا اعلان آج سے چوده سو سال پهلے صحرائے عرب سے کیا گیا تها۔

سنریهم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق۔

عنقریب وه وقت آئے گا جب هم لوگوں کو اس کائنات میں اور خود ان کے (اندر) نفس میں ایسے واضح نشانات دکهائیں گے که ان پر ظاهر هوجائے گا که حق وهی هے جو قرآن پیش کرتا هے (۱)

ایک اور جگه پر قرآن نے اسی عالمگیر صداقت کو یوں بیان کیا هے۔

و فی الارض آیات للموقنین و فی انفسکم افلا تبصرون

یقین رکهنے والوں کے لئے زمین میں واضح نشانات و دلائل موجود هیں اور اے لوگو، خود تمهارے نفس میں بهی ایسے هی واضح نشانات اور دلائل موجود هیں ۔ اس قدر دلائل کے باوجود کیا تم غور اور تحقیق و ریسرچ نه کرو گے۔ (۲)

---

(۱) القرآن الکریم، حم : ۵۳ -

(۲) القرآن الکریم، [illegible]

اس موخرالذکر آیت میں جو لفظ ارض آیا ہے اسے انگریزی میں ارتھ، اردو میں زمین اور یونانی زبان میں جیو لکھا جاتا ہے۔ اور اس آیت کے آخری لفظ تبصرون کے لئے، انگریزی لفظ ریسرچ، اردو میں غور و فکر (عقل کا استعمال) اور یونانی زبان کا تقریباً ملتا جلتا لفظ گرافین (Graphein) استعمال ہوتا ہے۔ جیو اور گرافین سے جیوگرافی بنایا گیا ہے۔ اس تشریح سے ارض اور تبصرون کا تعلق واضح ہوکر ہمارے سامنے آجاتا ہے اور قرآن نے جغرافیائی مطالعہ کی جو دعوت دی ہے اس کا مقصد و مدعا بھی معلوم ہوجاتا ہے۔

ہماری صدیوں پرانی ذہنی غلامی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج ہم علم جغرافیہ کے بنیادی تصورات، نفس مضمون اور نظریاتی منہاج کے لئے چند مغربی علمائے جغرافیہ کی تحقیقات پر اکتفا کر چکے ہیں۔ حتی کہ ایسے واضح تصورات کے لئے جنہیں قرآن پاک نے اپنے مخصوص انداز میں صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے، ہم انہیں علمائے مغرب کے محتاج ہیں۔ زمین کی ساخت اور اس کی طبعی ترکیب کے لئے ہم کانٹ لیپ لیس، جیفریز وغیرہ کے نظریات کو حرف آخر تسلیم کرچکے ہیں۔ انسان پر ماحولیاتی اثر کے بارے میں قرآن نے ماحولیاتی قدریت کا نظریہ پیش کیا تھا اسے جب فرانسیسی جغرافیہ دان ودا ڈی لا بلاش نے پوسبل ازم کے نام سے بیان کیا تو ہم نے جھٹ سے اس علمی تحقیق، کا سہرا اسی فرانسیسی جغرافیہ دان کے سر باندھ دیا۔ دنیا کے جغرافیائی مطالعے کے لئے جب علمائے مغرب نے خطی مطالعہ کی منہاج پیش کی تو ہم نے اس کا ذمہ دار بھی مغربی علماء کو قرار دے ڈالا۔ اور یہ دیکھنے کی زحمت گوارا نہ کی کہ "اس طریق کار پر قرآن نے کائنات کے مطالعہ کے عنوان سے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال قبل روشنی ڈالی تھی جب اہل یورپ انسانی بالوں کے کپڑے پہن کر دنیا کو برائی اور ظلم و جور سے لبریز کرنے میں مصروف تھے۔ زمین اور انسانی زندگی کے ارتقا کے بارے میں جو ارضیاتی زمانی گوشوارہ قرآن نے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا تھا اسے ہم نے ڈاکسن اور دیگر

علمائے مغرب کی ذہنی کاوش کا نتیجہ سمجھا۔ ہم توازنیت (اَنسلسٹسی) اور کائنات کے فطری توازن کے نظریات کو بھی ہم نے علمائے مغرب کے کھاتے میں ڈال دیا۔

میرا مطلب کسی علمی تعصب کو ہوا دینا نہیں ہے نہ میرا مقصد یہ ہے کہ ہم اہل مغرب کے علوم اور تحقیقات کو اپنے سے دور کردیں اور ان سے دست کش ہوجائیں۔ بلکہ کہنا صرف یہ ہے کہ جن نظریات اور تصورات کو قرآن نے پیش کیا ہے ان کے بارے میں ہم قرآنی تعلیمات کو چھوڑ کر مغرب کی امامت کو کیوں تسلیم کریں؟ ہمیں چاہئے کہ قرآنی علوم کو زیادہ سے زیادہ تحقیق کا موضوع بنائیں۔ قرآن پاک کو علم ارضیات یا علم جغرافیہ کی کتاب کے طور پر پیش کرنا بھی میرا مقصد نہیں ہے۔ قرآن اپنے آپ کو ''تذکرہ'' کہتا ہے اور مقصد یہ بیان کرتا ہے کہ انسانی زندگی کی اصلاح، ترقی اور نشوونما کے ذریعے اسے زیادہ کامیاب بنایا جائے۔ تاکہ یہ اپنے پیدا کرنے والے اور پالنے والے رب کریم و رحیم کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کرسکے۔ قرآن چونکہ مطالعہ کائنات کی دعوت دیتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس طرف متوجہ ہوں۔ قرآن نے کائناتی علوم کی بعض بنیادی حقیقتوں کے بیان پر اکتفا کیا ہے اور باقی تفصیلات کو انسانی تحقیقات کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ حق سب سے پہلے اور سب سے زیادہ ہم مسلمانوں کا ہے کہ ہم اسے موضوع تحقیق بنائیں۔